بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

کارِ سیاست بہت ہی شریفانہ مزاج اور ذمہ دارانہ طریقِ کار کا تقاضا کرتا ہے۔ اجتماعیات (SOCIALOGY) کے متعدد چھوٹے بڑے دائرے ہیں، جن میں ہونے والے ہر کام سے بہت سے انسانوں پر مفید یا مضر اثرات پڑتے ہیں۔ ان دائروں میں سے بہت ہی اہم اور وسیع دائرہ سیاست ہے جس کے گھیرے میں تقریباً سارے ہی دائرے آجاتے ہیں اور جس کے احوال سے سبھی متاثر ہوتے ہیں۔ پس کارِ سیاست کھیل تفریح کا معاملہ نہیں ہے کہ کوئی بھی من چلا اُٹھے اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کے افکار و اخلاق سے کھیلنے لگے یا لوگوں کو مغالطے دے کر اور ان کو حواس باختہ کر کے عہدہ و جاہ حاصل کرے۔ یہ دوسروں کی خدمت کا کام ہے اور صلاح و فلاحِ معاشرہ کی مہم ہے۔

اس کام کے کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ عامۃ الناس کو بہترین عقیدوں اور روشن خیالات سے بہرہ مند کیا جائے، ان کو زندگی کے بہترین اصول، اجتماعیت کے لیے بہترین رابطوں اور باہمی تعلقات کے لیے پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی جائے۔ ان کو صبر و وقار اور نظم و نسق اور سمع و طاعت کی مسلسل مشق کرائی جائے۔ ان کو تربیت دی جائے کہ وہ دوسروں کے لیے ذریعہ خدمت و فلاح بنیں اور اپنی زبانوں، تحریروں، حرکات و سکنات اور مختلف سرگرمیوں سے کسی کو اذیت نہ پہنچائیں۔ اس کے ساتھ ان کے سامنے اعلیٰ درجے کا اجتماعی نصب العین دکھا جائے۔ اور اس کے حصول کے لیے سفرِ مطلوب کا شعور دلایا جائے۔ اس طرز کے کام کے لیے جب کوئی شخص لیڈر بن کے اُٹھتا ہے۔ اور پھر اس کی پکار پر کوئی جماعت منظم

ہوتی ہے اور وہ جماعت اپنے لیڈر کی قیادت میں تبدیلیٔ احوال کے لیے تحریک برپا کرتی ہے تو ایسے ٹھوس اور تعمیری کام کے نتیجے میں ایک ایسا پاکیزہ نظامِ حکومت قائم ہوتا ہے جس کے ذریعے عدل و انصاف اور احسان و مروّت کے بہترین اصولوں کے برگ و بار عوام تک پہنچتے ہیں۔

—— یہ تعمیری اور معلّمانہ طریقِ سیاست انبیاء علیہم السلام کا تعلیم کردہ ہے۔

بدقسمتی یہ ہوئی کہ ہمیں جس دَور سے سابقہ پڑا اس کو مادہ پرست مغرب کے غلط طرزِ سیاست نے مغلوب کر لیا ہے۔ تاہم مغرب والوں کے ہاں اگر بعض ملکوں میں معیاری حکومت و سیاست کے انداز میں کچھ اچھے پہلو تھے بھی تو وہ ہمارے مغرب پرستوں نے ضائع کر دیے ہیں۔

ہمارے ہاں سیاست کاری کے جتنے بھی غلط پیرائے پیدا ہوتے وہ اس بنیاد پر ہوئے کہ کسی بھی نئی اُبھرنے والی قوت نے قوم کی خدمت، معاشرے کی فلاح اور عوام کی بہبود کے بجائے اصلاً یہ ہدفِ مقصود سامنے رکھا کہ مجھے اقتدار ملنا چاہیے اور جلد سے جلد ملنا چاہیے اس کے لیے واسطہ قوم اور عوام کی بھلائی کا ضرور دلایا جاتا ہے، مگر کوئی کام ایسا نہیں کیا جاتا جس سے گواہی ملے کہ واقعی خدمت مطلوب ہے، بلکہ حالات کی شہادت اس کے برعکس ہوتی ہے کہ ہر قسم کا بگاڑ پیدا کر کے اور لوگوں کو فریب دے کر اپنے لیے راستہ بنانا ہے۔

جاہ پرستانہ سیاست کے مختلف غلط اسالیب میں بدترین طریقہ وہ ہے جسے "آندھی بگولا" سیاست کہنا چاہیے۔ بلا کسی پس منظر کے یکایک ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی واضح نظریہ نہیں، عقیدہ نہیں، لٹریچر نہیں، لوگوں کا ذہن بنانے کے لیے کسی محنت کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کوئی اُصول اُن پر واضح کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ ان میں اخلاق و وقار کے ساتھ منظم زندگی پیدا کرنے کے لیے تلقین و تربیت کا کوئی اہتمام نہیں، ان کے لیے کوئی نصب العین متعین نہیں۔

بہت سے جھنڈے، بہت سے بینر، بہت سی تصاویر، بہت سے ٹرک، بہت سی بسیں،

بہت سی ویگنیں، بہت سی کاریں اور بہت سے آدمی جمع کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ جو اس میدان میں آگے بڑھ جائے وہ بہترین لیڈر ہے، اس کے ہاتھوں قوم کی قسمت سنور جائے گی اور اس کے ہاتھوں معاشرے کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ مروجہ جمہوریت کا یہ اسلوب غلط ہے کہ کوئی شخص اپنے گرد زیادہ بڑا انبوہ جمع کر کے اُسے اس بات کی دلیل بنائے کہ میں ہی قوم کا بہترین خادم اور ملک کا سچا خیرخواہ اور تدبر و اخلاق کی اعلیٰ صفات سے آراستہ ہوں۔ دوسری جانب ملک کے ہزاروں دانشور، مدبرین، خوش اخلاق اور بصیرت مند لوگ یوں محسوس کریں کہ جیسے اُن کے وجود کی تردید کر دی گئی ہے۔

بہت سے آدمی جمع کر لینے کا بھی بالکل نیا ترقی پسندانہ ہنر پیدا ہو گیا ہے۔ چاروں صوبوں سے نعرہ بازوں کو کسی ایک مقام کے جلسہ و جلوس میں اکٹھا کر لیا جائے۔ کسی صوبے کے کثیرالتعداد ان پڑھ اور ان گھڑ افراد کو اُٹھا کر ایک شہر میں لے جا ڈالا جائے۔ خود اس شہر کے لوگ بھی مبہوت ہو جائیں اور پورا ملک بھی اس شانِ "عوامیت" سے مرعوب ہو جائے۔ یہ سلسلہ آگے چلا تو میرا خیال ہے کہ ابوظہبی اور لیبیا اور بھارت اور کابل سے بھی "حاضری" سمیٹ لی جایا کرے گی۔

اصل بات تو روپے کی ہے۔ روپیہ اگر اپنے پاس ہو یا کسی طرح بہم ہو جائے تو حاضری جمع کرنا کیا مشکل اور بڑے سے بڑے جلوس نکالنا یا لاکھوں سامعین پر مشتمل جلسے کر لینا کیا کٹھن۔

دیکھنے کی چیز یہ ہوتی ہے کہ پہلے سے تعمیری سیاست کا کام کرنے والے جانے پہچانے حاضرین کتنے ہیں؟ سیاسی کارکنوں کا تناسب کیا ہے؟ پڑھے لکھے لوگ کس تعداد میں ہیں؟

محض انبوہ یا ہجوم فریب دہی کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور سیاست میں اگر فریب دہی داخل ہو جائے تو وہ سراسر تخریب بن جاتی ہے۔

ایسی ہی سیاست پر اقبال نے گرفت کی تھی کہ "بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے"۔

طوفانی طرزِ سیاست کا خاصا ہے کہ معاشرے کے اندر سے عجیب عجیب طرز کے لوگوں کو اکٹھا کر لاتی ہے۔ کچھ لوگ اچھل کود رہے ہیں، کچھ "ہے جمالو" کا ورد کر رہے ہیں، کچھ نعرہ بازی کے نام سے گندی گالیاں دے رہے ہیں، کچھ ہوٹل سے کھانا کھاتے ہیں اور پیسے ادا نہیں کرتے، کچھ پٹرول لیتے ہیں اور قیمت نہیں دیتے۔ بیکار بیں ٹرکوں اور ویگنوں کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ کچھ پتلے بنائے جاتے ہیں، اُن کو سامنے رکھ کر زبان اور ہاتھ سے تحقیر کا اظہار کیا جاتا ہے، انسانوں کو گندے جانوروں کے نام دیے جاتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کی ملی جُلی ٹولیاں باہمی بے باکی سے رونقِ سیاست بڑھا رہی ہیں۔

سارا زور اس پر ہے کہ ہمیں فلاں حریف کو پچھاڑنا ہے اور اس کی کُرسی پر خود قبضہ کرنا ہے اور قبضہ کرنے کے بعد بدلے لینے ہیں، باقی رہے عوام کے مسائل، سو وہ سب ہمارے آتے ہی حل ہو جائیں گے۔ مزدوروں کا مسئلہ حل، کسانوں کا مسئلہ حل، طالب علموں کا مسئلہ حل، غریبوں کے تمام مسائل حل، جاگیرداریوں کا خاتمہ، کالا باغ ڈیم مسترد، بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم...... کم سے کم تنخواہ ایک ہزار روپے۔ یہ عوامی منشور (ایک قصیدے کے طور پر زبان پر جاری ہے) نئے نئے شعروں کا حسبِ ضرورت اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ جو مانگو سو ملے گا۔ بس آؤ اور ہمارا آئندہ کا چترِ شاہی اُٹھا لو۔

کسی مسئلے کا تجزیہ نہیں، ماضی کے حالات کا کوئی جائزہ نہیں، موجودہ مُلکی اور بین الاقوامی پیچیدگیوں سے بحث نہیں، بحالیٔ جمہوریت کے لیے جو قدم اُٹھے ہیں اُن کا پوری طرح اعتراف نہیں۔ پیروکاروں کے لیے کسی معاملے میں کوئی ضابطہ اور تحدید نہیں۔ جو اعتراضات بھٹو ازم اور پیپلز پارٹی کے سابق کردار کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں، ان میں سے کسی کا اطمینان بخش جواب نہیں۔ پارٹی کے ورکروں اور جلوس کے حاضرین کو مُلکی سیاست کی بہتری اور معاشرے کی فلاح کے لیے کوئی تصور حاصل نہیں جسے وہ بیان کر سکیں۔ وعدوں اور نعروں کے متعلق کوئی وضاحت نہیں کہ کونسا مطلوب کس طرح اور کتنی مدت میں حاصل ہو گا۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے پر انتہائی نازک مراحل میں آندھی بگولہ سیاست کا حملہ ہو گیا ہے

آندھی بگولا سیاست انسانوں سے سوچنے سمجھنے کی قوتیں سلب کرلیتی ہے، وہ کسی لیڈر یا پارٹی کے حق میں قوم کو مبہوت اور عوام کو مسحور کر دیتی ہے، ہر کوئی پہلے اپنی جان اور پھر اپنی پگڑی بچانے کی فکر کرتا ہے۔

اس سیاسی ریلے نے ہماری اخلاقی حالت کو کئی درجے نیچے گرا دیا ہے۔ زبانوں سے اتنا زہر پھیلایا گیا ہے اور قلم اور آرٹ کے واسطے سے اتنے مہلک جراثیم قوم کا مقدر کیے گئے ہیں کہ ان کی زد سے لوگوں کو بچانے کی مہم برسوں تک چلائی جائے تب کچھ بچت ہوسکتی ہے۔ یہ ایک طرح کی تابکاری ہے جو جدھر جدھر پھیلتی ہے، دماغوں کو ماؤف اور ضمیروں کو مفلوج کرتی جاتی ہے۔

اس سیاسی ریلے کے ساتھ پروپیگنڈے کی جو نئی گرم رَویں چلیں اُنھوں نے لوگوں کی نگاہیں راستی اور انصاف اور شرافت سے ہٹادیں، اُنھوں نے عوام کو جمہوری مزاج سے محروم کر دیا۔ اُنھوں نے ایک مصنوعی تاثر کی فضا ساری آبادی پر مسلط کرنے کا عمل جاری رکھا۔ اُنھوں نے پاکستان میں ایک نظامِ ظلم و جبر کو سات سال تک مسلط رکھنے والے اور چھاپہ ماری کے تخریبی کام کرنے والے خاندان کے لیے احترام کے جھوٹے جذبات پیدا کر دیے۔ انھوں نے معاشرے کی اُمیدیں از سرِنو وہاں جوڑنا چاہیں جہاں ان کو بُری طرح کُچلا جاچکا تھا۔ ایسی ہوش رُبا سیاست پاکستان کے استحکام اور وجود اور معاشرے کے اسلامی رجحانات کے لیے انتہائی تباہ کُن ہے۔

آج کی اس ساری مصیبت ناک صورتِ حالات کے ذمہ دار وہ لیڈر ہیں جنھوں نے اپنی گودوں میں اس نوبت کی پرورش جاری رکھی جو آج ایک طوفانی صورتِ حالات مُلک پر مسلط کیے ہوئے ہے۔ یہ جو کچھ آج ہو رہا ہے اس کے متعلق سوچنے والوں نے ان پرورش کنندگانِ "فتنۂ امروز" کو پہلے سے متنبہ کیا تھا کہ آپ لوگوں کے رویّے سے یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔

ہمارے لیے یہ مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں کہ کس کی لیڈری کے پھریرے اُڑ رہے ہیں اور کس کی

پیشوائی کے لیے ناچ گانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور کون چار دن کے لیے تخت پر قابض ہو گیا۔ نہ گاؤ آمدہ پر عبرت، نہ خر رفت کی پروا۔ ایسے کئی مُہروں کو پیٹ پٹا کر بساط سے نیچے پھینکا جاتا ہے ــــ تب وہ وقت آئے گا کہ کسی شخص اور خاندان کی جگہ اسلام کی حکومت قائم ہو۔ پٹنے والے بہت سے مہروں کو ابھی سر اُبھار اُبھار کے آگے آنا ہے۔ آتے جائیں اور تقدیر کا قاضی ان کے فیصلے کرتا جائے گا۔

ہمیں دُکھ اس بات کا ہے کہ ہم اپنی قوم میں تعمیری سیاست کا جو لمبا کام معلمانہ طریق سے کرتے ہیں، اُسے یکایک کوئی آندھی یا طوفان اُٹھ کر سخت نقصان پہنچا دیتا ہے۔ ہمیں پھر اپنا سارا کام از سرِ نو کرنا پڑتا ہے، جیسے کوئی کسان طوفانِ برق و باراں کے بعد اپنی کیاریوں کو پھر درست کرتا ہے، بینڈیں پھر ٹھیک کرتا ہے۔ گرے ہوئے ٹہنوں اور ٹوٹے ہوئے پودوں کو اُٹھا کر باہر پھینکتا ہے اور پھر کئی دن تک اپنی کھیتی کو شاداب بنانے کے لیے لمبی محنت کرتا ہے۔

مگر ہمارا کام لمبی محنت کرنے کے سوا اور ہے بھی کیا؟ ہمیں ہر حال میں زمین کاشت کرنی ہے، کیاریاں بنانی ہیں۔ پانی دینا ہے۔ آندھی، طوفان اور جاڑے، سوکھے کے حملوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ بیج بوتے رہنا ہے، ان کی حفاظت کرنی ہے۔ برگ و بار سے مخلوقِ خدا کو بہرہ ور کرنا ہے۔ ہم تو یہ کام کرتے ہی رہیں گے۔

تخریبی سیاست سے بے پروا ہو کر ہم تعمیری سیاست کا کام کریں گے اور کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ ساری مخالفتوں اور مزاحمتوں اور سازشوں اور فتنوں کا زور ٹوٹ جائے گا اور دین کا سکہ رواں ہو جائے گا۔

بیچ میں جن جن کو جو تجربے کرنے ہوں وہ جلد جلد شوق پورا کر لیں۔

ہم اپنی قوم سے یہ اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ آپ جس رُخ اور راستے پر چلنا چاہیں چلیں۔ مگر یہ ضرور دیکھیں کہ کیسی لیڈر شپ اور کیسی جماعت آپ کو پکار رہی ہے۔ اس کا عقیدہ و نظریہ

کیا ہے؟ وہ کن مقاصد کے لیے کام کرنا چاہتی ہے؟ اس کا اور اس کے کارکنوں کا کیا اخلاق و کردار رہے؟ آیا اُسے تعلیم یافتہ اور شرافت پسند لوگوں کے معیارات سے مطابقت حاصل ہے؟ اس کے ذریعے معاشرے میں کیا الفاظ، کیا نعرے، کیا گالیاں، کیسی زبان، کیسی حرکات، کیا معیارِ افضلیت رائج ہو رہا ہے اور خالص سیاسی و معاشی پہلو سے کیا نئے ہدف سامنے ہیں۔ اور اُن کے حصول کے لیے کیا پروگرام ہے۔ اور حائل مشکلات کا حل کیا بتایا جاتا ہے۔ آپ کو پکارنے والوں نے ماضی میں کیا کیا؟ حال میں وہ کن حالات میں ہیں اور ان سے مستقبل کیسا متوقع ہے؟

شورشرابے اور ہڑبونگ کی سیاست تو آپ کے ملک میں ظلم و ستم ہی پھیلا سکتی ہے۔ یا سیاسی و معاشی اُمور میں مضحکہ انگیز تجربات کر کے ساری قوم کو دُنیا میں رسوا کر سکتی ہے۔ اِن باتوں کو اچھی طرح سوچیے!

تحریکی لٹریچر میں خوبصورت اضافہ

یادوں کی امانت

سید عمر تلمسانی

ترجمہ: حافظ محمد ادریس

مجلد مع ڈسٹ کور ـــــ صفحات: ۵۱۲ ـــــ قیمت: -/۷۰ روپے

البدر پبلی کیشنز ـ ۲۳ ـ راحت مارکیٹ اُردو بازار لاہور